انّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ؛ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

تار کا پتہ :- الفضل لاہور

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

روزنامہ

الفضل

لاہور

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ ”
سہ ماہی ۷ ”
ماہوار ۲½ ”
فی پرچہ ۲ /

یوم یکشنبہ

۳۰ شعبان ۱۳۷۱ھ

جلد ۴۰/۶ ۲۵ ہجرت ۱۳۳۱ ہش ۲۵ مئی ۱۹۵۲ء نمبر ۱۲۵

بہاولپور کے عام انتخابات ختم ہوگئے

بغداد الجدید ۲۴ مئی - آج ریاست بہاولپور کے عام انتخابات کے آٹھ روزہ پولنگ کا آخری دن تھا۔ اور یہاں کی ۵ شہری اور ایک خواتین کی نشست کے لئے آج آخری بار ووٹ ڈالے گئے معلوم ہوا ہے کہ بہاولپور کی مغربی اور مشرقی نشستوں میں مسلم لیگ کا پلہ بھاری رہا۔ بہاولنگر کی نشست پر مخالف پارٹی کے امیدوار کو زیادہ ووٹ حاصل ہوئے اور رحیم یارخاں میں نتیجہ جماعت اسلامی کے حق میں رہا۔ احمد پور شرقی کی نشست پر مسلم لیگ اور مخالف پارٹی میں برابر کی چوٹ ہے۔ خواتین کی نشست پر مخالف پارٹی کی امیدوار بیگم زبیدہ احسان الحق اپنی حریف سے زیادہ ووٹ حاصل کر رہی ہیں۔ لیکن آج مسلم لیگ کی امیدوار نے اپنی حالت کو بہتر بنالیا —— غیر سرکاری اطلاعات کے مطابق اس وقت پارٹی پوزیشن یہ ہے۔ مسلم لیگ ۲۱ - مخالف پارٹی ۱۱ - جماعت اسلامی ۲ - پانچ نشستوں کے نتیجہ کے متعلق کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ کل اور پرسوں سرکاری طور پر ووٹ گنے جائیں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ بہاولپور کے انتخابات نہایت پرسکون فضا میں انجام پائے۔

چوہدری محمد ظفر اللہ خاں پر اتہام ساری دنیائے اسلام پر حملے کے مترادف ہے

بے لوث اسلامی خدمات کی وجہ سے چوہدری صاحب موصوف کو دنیائے اسلام کے نامور اکابر میں ممتاز حیثیت حاصل ہے

پاکستان اور دنیائے اسلام کے مفاد کا تقاضہ ہے کہ تمام مسلمان بنیان مرصوص کی طرح متحد ہوجائیں

کراچی میں احراریوں کی ہنگامہ آرائی سے متاثر ہو کر مصری رہنما محمد مصطفیٰ مومن کا بیان

کراچی ۲۳ مئی - جماعت احمدیہ کراچی کے سالانہ جلسہ میں احراریوں کی ہنگامہ آرائی کے چند ہی روز بعد مصر کی وفد پارٹی کے ایک رہنما محمد مصطفیٰ مومن نے کل یہاں ایک بیان میں فرقہ پرستانہ اختلافات کو ہوا دینے اور اتحاد بین المسلمین میں رخنہ ڈالنے والوں کی مذمت کرتے ہوئے چوہدری محمد ظفر اللہ خاں وزیر خارجہ پاکستان کی اسلامی خدمات کو بہت سراہا۔ انہوں نے کہا چوہدری محمد ظفر اللہ خاں اگرچہ پاکستان کے وزیر خارجہ ہیں۔ لیکن تمام دنیائے اسلام میں انہیں ایک قابل رشک پوزیشن حاصل ہے۔ وہ مشرق وسطیٰ میں بالعموم اور مصر اور دیگر عرب ممالک میں بالخصوص چوٹی کے سیاستدان تسلیم کئے جاتے ہیں انہوں نے اقوام متحدہ میں تونس، مراکش، ایران اور مصر کی پرزور حمایت کر کے اسلام کی وہ خدمت سرانجام دی ہے۔ جو دوسرے بڑے بڑے اکابرین سے بن نہ پڑی۔ جو شخص چوہدری صاحب موصوف کو متہم کرتا اور آپ کی ذات والاصفات کو ہدف ملامت بناتا ہے وہ دراصل ساری دنیائے اسلام پر حملہ آور ہوتا ہے۔

مسٹر محمد مصطفیٰ مومن نے جو شعوب المسلمین کانفرنس میں شریک ہوئے تھے۔ کل ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان کو ایک بیان دیتے ہوئے اہل پاکستان سے اپیل کی کہ وہ تنگ فرقہ پرستانہ اختلافات کو ختم کرتے ہوئے اس طرح متحد ہو جائیں کہ گویا بنیان مرصوص بن جائیں۔ انہوں نے کہا پاکستان اور پوری اسلامی دنیا کے مفاد کا تقاضہ یہی ہے کہ ہم اس وقت فرقہ وارانہ اختلافات سے بکلی گریز کریں پاکستان کے مسلمان صرف یہ امر ذہن نشین رکھیں کہ وہ مسلمان ہیں۔ اس سے نہ صرف پاکستان کو تقویت پہنچے گی۔ بلکہ تمام دنیائے اسلام کو زندگی و موت کی اس کشمکش سے نجات ملے گی۔ جو آج انہیں درپیش ہے۔ انہوں نے مزید کہا مذہبی فرقوں کے باہمی اختلافات طے کرنے کا یہ وقت نہیں ہے۔ اگر آج ہم نے وقت کی نزاکت کو نہ پہچانا اور متحد نہ ہوئے تو ہم ان مصائب کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ جن سے ہم کو سامراجی طاقتوں کے طرز عمل کی وجہ سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔

(یہ خبر سول اینڈ ملٹری، آفاق، نوائے وقت، مغربی پاکستان وغیرہ اخبارات کی ۲۴ و ۲۵ مئی ۱۹۵۲ء کی اشاعت میں اے۔ پی۔ پی کے حوالہ سے شائع ہوئی ہے)

مقبوضہ کشمیر میں راشٹریہ سیوک کی خطرناک سرگرمیاں

عبداللہ وزارت کی بدحواسی

مظفر آباد ۲۴ مئی - سری نگر کی اطلاعات مظہر ہیں کہ مقبوضہ جموں و کشمیر میں ہندوؤں کی فرقہ پرست تنظیم راشٹریہ سیوک سنگھ کی سرگرمیاں خطرناک حد تک بڑھ رہی ہیں۔ اس جماعت کی شاخیں ریاست کے متعدد قصبات میں کھل گئی ہیں۔

سنگھ کے لیڈروں نے عبداللہ وزارت پر شدید نکتہ چینی کی اور نیشنل کانفرنس کے لیڈروں پر الزام لگایا کہ وہ اپنے وعدوں سے منحرف ہونے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔

راشٹریہ سیوک سنگھ کی سرگرمیوں کے از سر نو شروع ہو جانے کی وجہ سے مقامی مسلم آبادی اپنے سابقہ تلخ تجربات کی بناء پر لرزہ براندام ہے۔ خود حکومت بدحواس ہو رہی ہے۔ اور ہندوؤں میں زیادہ سمجھدار طبقہ بھی خوفزدہ ہے نیشنل کانفرنس کے ارباب اختیار کا خیال ہے کہ یہ شیخ عبداللہ کی اس صاف بیانی کا جواب ہے جس سے حکومت ہند کی ریاستی وزارت بہت ناراض ہوئی تھی۔ مسلم آبادی کو خطرہ ہے کہ اگر راشٹریہ سیوک سنگھ کی سرگرمیاں یونہی جاری رہیں۔ تو ۱۹۴۷ء کے قتل و غارت کا اعادہ ہوگا۔

لاہور کارپوریشن کے نئے میئر

لاہور ۲۴ مئی - چوہدری عبدالکریم ایڈووکیٹ آج بلا مقابلہ لاہور کارپوریشن کے میئر منتخب ہوگئے۔ اور شیخ سردار محمد اپنے حریف محمد شریف سے ۶ ووٹ زیادہ حاصل کر کے ڈپٹی میئر منتخب ہوگئے۔

تعلیم الاسلام کالج کے متعلق

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا ارشاد

”ہر وہ احمدی جس کے شہر میں کالج نہیں۔ وہ اگر اپنے لڑکے کو کسی اور شہر میں تعلیم کے لئے بھیجتا ہے تو کمزوری ایمان کا مظاہرہ کرتا ہے۔ بلکہ میں کہوں گا کہ ہر وہ احمدی جو توفیق رکھتا ہے کہ اپنے لڑکے کو تعلیم کے لئے قادیان (حال لاہور) بھیج سکے خواہ اس کے گھر میں کالج ہو۔ اگر وہ نہیں بھیجتا اور اپنے ہی شہر میں تعلیم دلواتا ہے تو وہ بھی کمزوری ایمان کا مظاہرہ کرتا ہے“ (الفضل ۲ مئی ۱۹۴۴ء)

نوٹ :- ایف اے اور ایف ایس سی کے تمام مضامین کا داخلہ ۲۷ مئی سے شروع ہو کر دس دن تک جاری رہے گا۔

(پرنسپل)

ایڈیٹر روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس میں طبع کرا کر ۳۲ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

گزشتہ ہفتہ کے شرمناک واقعات میں جو فتنہ پنہاں تھا وہ ابھی تک فرو نہیں ہوا

چوہدری ظفر اللہ خان کو بدنام کرنیوالے اپنی سیاسی اغراض پر پردہ ڈالنے کیلئے مذہبی مناقشات کو ہوا دے رہے ہیں

قوم اتنی محسن کش نہیں ہو سکتی کہ چند شرپسندوں کی غوغہ آرائی سے گمراہ ہو جائے

ہنگامہ کراچی کے متعلق روزنامہ ڈان کا دوسرا مقالہ افتتاحیہ

روزنامہ "ڈان" کراچی کی ۲۰ مئی کی اشاعت میں "خطرناک رجحانات" کے زیر عنوان ایک مقالہ افتتاحیہ شائع ہوا تھا جس میں اس امر پر زور دیا گیا تھا کہ جماعت احمدیہ کراچی کے جلسہ سالانہ پر بعض شرپسند عناصر کی طرف سے تشدد کا جو شرمناک مظاہرہ کیا گیا ہے وہ محض ایک اتفاقی حادثہ نہیں ہے۔ بلکہ اس سے ایک نہایت ہی خطرناک رجحان کی نشاندہی ہوتی ہے۔ جو ملک میں دن بدن بڑھتا جا رہا ہے تعصب اور لاقانونیت کے اس رجحان کا اگر جلد سدباب نہ کیا گیا۔ تو یہ ملک کو لاقانونیت اور نراج کی آگ میں جھونک دے گا۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس رجحان کے کلی استیصال کے لئے سخت اور مؤثر کارروائی عمل میں لائے۔ اب "ڈان" نے ایک اور ایڈیٹوریل میں اس امر پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ فتنہ پرداز عناصر کی خطرناک اور مہلک سرگرمیاں بدستور جاری ہیں۔ اور بیرونی دنیا میں پاکستان کو بدنام کرنے کا موجب بنی ہوئی ہیں۔ اس نے حکومت کو پھر توجہ دلائی ہے۔ کہ وہ اس بارے میں جرأت مندی کا ثبوت دیتے ہوئے سخت اور مثبت پالیسی وضع کرے۔ ورنہ وہ خود ملک میں لاقانونیت کو فروغ دینے کا باعث ثابت ہوگی "ڈان" کے اس ایڈیٹوریل کا ترجمہ ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے:-

گزشتہ ہفتہ کے شرمناک واقعات میں جو فتنہ پنہاں تھا۔ وہ اب بھی کسی نہ کسی شکل میں برابر سر اٹھا رہا ہے۔ یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے۔ کہ بعض عناصر اپنی خطرناک سرگرمیوں سے ابھی تک دستکش نہیں ہوئے ہیں۔ اور نہ ہی پبلک کے روزانہ مشورہ دینے والے بعض مشیروں نے (یعنی اخبارات نے) معاملہ فہمی اور سمجھ بوجھ کا ثبوت بہم پہونچایا ہے۔ اس حقیقت سے قطع نظر کہ عوامی زندگی کے چشمے برابر زہر آلود کئے جا رہے ہیں۔ ان حرکات سے بیرونی ممالک میں بھی ہمارے قومی وقار کو سخت صدمہ پہونچ رہا ہے۔ کراچی کے چیف کمشنر نے فتنہ پردازوں کو زبردست تنبیہہ کی ہے۔ اور ساتھ ہی حکومت کے اس عزم کا اعلان کیا ہے۔ کہ ان شورش پسندوں کو فتنہ انگیزی کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی فی الحقیقت ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا۔ گزشتہ اتوار کی شب جو سخت اقدامات کئے گئے۔ ان کے متعلق سستی شہرت کے دلدادہ تقریر و تحریر کے ذریعہ خواہ کچھ ہی کیوں نہ کہیں۔ اس میں شک نہیں ان اقدامات نے ایک حد تک یہ اعتماد بحال کر دیا ہے کہ حکومت میں حکمرانی کی صلاحیت موجود ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم نے گزشتہ مضمون میں بھی اشارہ کیا تھا۔ یہی نہیں کہ حکومت کو بہت دیر میں ہوش آیا۔ بلکہ خدشہ یہ ہے کہ اس کی یہ بیداری شتر نا بیدار کی طرح دیرپا ثابت نہ ہو:

چیف کمشنر نے اپنے بیان میں اس امر کا اعتراف کیا تھا کہ حالیہ فساد کرائے کے غنڈوں کے ذریعہ برپا ہوا تھا۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر ضرور ایسے لوگ ہونے چاہئیں۔ جنہوں نے کرایہ پر ان غنڈوں کی خدمات حاصل کیں۔ ہم پوچھتے ہیں۔ ان لوگوں کی نشاندہی کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں۔ اور اگر ان کی نشاندہی ہو چکی ہے تو پھر ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں آئی ہے؟ یہ خیال کرنا عبث ہے کہ ہر قسم کے ہنگامی اور غیر ہنگامی قوانین وضع کر لینے کے بعد حکومت میں اچانک ایک ایسا فطری تغیر رونما ہوا ہے کہ وہ اپنے اختیارات کے استعمال سے خود ہی کترانے لگی ہے۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ حکومت نے اب تک اس بارے میں کوئی معین پالیسی ہی وضع نہیں کی۔ اور نہ ہی اس میں اتنی ہمت ہے۔ ہمیں تو اس کا امکان بھی نظر آ رہا ہے کہ کہیں حکومت ایک مرتبہ پھر بے تعلقی اور لاپرواہی کی بھول بھلیوں میں نہ جا لگے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر حکومت خود ملک کو لاقانونیت اور نراج سے ہمکنار کرنے کا ذریعہ ثابت ہوگی۔ اور عوام الناس کے جذبات سے کھیلنے والوں کے حوصلے جو پہلے ہی کافی بڑھے ہوئے ہیں اور زیادہ بلند ہو جائیں گے۔ ہمارے نزدیک ایسے خطرناک رجحانات کا سدباب سخت قسم کی مثبت پالیسی سے ہی کیا جا سکتا ہے۔ گاہے گاہے اشک آور گیس استعمال کرنے سے نہیں۔ اگر بصورت خاص قسم کے مجرموں کو عدالت کے کٹہرے میں لے جانا اور معمول کے مطابق ان کے خلاف چارہ جوئی کرنا ممکن نہیں ہے۔ تو متعلقہ تعزیری قوانین میں یقیناً ترمیم ہونی چاہیئے۔ تعزیرات کا موجودہ مجموعہ برطانوی راج کی یادگار ہے۔ اور ان ہی سے ہم کو ورثہ میں ملا ہے۔ اس میں بعض خطرناک جرائم کی سزا کا جنہوں نے بعد میں معین صورت اختیار کی ہے کوئی ذکر نہیں ہے۔ مثال کے طور پر اس سے کس کو اتفاق نہ ہوگا کہ ایسی تشدد آمیز دھمکیاں جن کا مقصد دوسروں پر خاص قسم کے مذہبی یا سیاسی نظریات ٹھونسنا ہو یا دوسرے طبقہ خیال کے لوگوں کو تحریر و تقریر۔ اور تمدنی میل جول کی آزادی سے محروم کرنا ہو جرائم کی فہرست میں شمار ہونی چاہئیں۔ اور وہ لوگ جو اعلانیہ طور پر معین جرم کا ارتکاب کئے بغیر بالواسطہ یا بلاواسطہ ایسی لاقانونیت کو ہوا دیتے ہیں۔ انہیں بھی ملزم گردانا چاہیئے۔ اگر موجودہ تعزیری قوانین میں اتنی وسعت نہیں ہے۔ کہ ان کے تحت ایسے لوگوں پر عدالت میں مقدمہ چلایا جا سکے۔ تو جرائم کی ازسرنو وضاحت ہونی چاہیئے یا نئے جرائم کی تعیین عمل میں آنی چاہیئے۔ تاکہ عدالتیں ایسے مجرموں کو کیفر کردار تک پہونچا سکیں۔ اس کام کے لئے ضروری نہیں کہ میکالے کو قبر سے نکال کر اسے پھر زندہ کیا جائے۔ خود اپنے ملک میں ایسے ماہر قانون دان موجود ہیں۔ جو یہ کام بآسانی کر سکتے ہیں۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے۔ کہ حکومت اس کام کو سرانجام دینے کا عزم کر لے۔ رہا عبوری دور سو اس کے لئے بھی حکومت اتنی بے بس نہیں ہے جتنا کہ اس کے بعض ترجمان اسے ظاہر کرتے ہیں

بعض مخصوص قسم کے مذہبی دیوانوں کے ہاتھوں پاکستان کو حال ہی میں مہلک قسم کا جو نقصان پہونچا ہے۔ ان میں سے ایک ملک کے نامور وزیر خارجہ کے خلاف گند اچھالنے کی مہم ہے۔ حالانکہ جہاں تک بیرونی دنیا میں پاکستان کی شہرت اور وقار کو چار چاند لگانے کا سوال ہے موجودہ قائدین میں سے کوئی انکا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ انکو بدنام کرنے کی مہم اگر عاقبت نا اندیش مذہبی دیوانگی کی پیداوار ہے! تو یہ جذبہ قومی استحکام کے لئے انتہائی مضر ہے۔ جتنا کہ یہ خود اسلام کی اصل روح کے منافی ہے۔ ہمارے موجودہ مقاصد کے پیش نظر یہ قطعی غیر ضروری ہے کہ مذہبی مناقشات کا دروازہ کھولا جائے۔ لیکن ہم پورے انشراح کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان کے خلاف ہنگامہ برپا کرنے والے اپنی اغراض کے تحت ایسا کر رہے ہیں۔ اور مذہب کو محض روغن قاز کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ تاکہ ان کے اصل مقاصد پر پردہ پڑا رہے۔ کوئی ہوشمند پاکستانی یہ خیال نہیں کر سکتا۔ کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان کا کسی فرقہ سے تعلق ملک کی خارجہ پالیسی پر کوئی خفیف سے خفیف اثر بھی ڈال سکتا ہے۔ ہر شہری کو حق حاصل ہے کہ وہ حکومت کی خارجہ پالیسی یا اس کی خامیوں پر نکتہ چینی کرے۔ اور اگرچہ خارجہ پالیسی اور اس کی جزئیات کی تمام تر ذمہ داری مجموعی طور پر کابینہ پر عائد ہوتی ہے۔ پھر بھی وزیر خارجہ کی حیثیت میں چوہدری محمد ظفر اللہ خان کو زیر تنقید لایا جا سکتا ہے۔ لیکن انکو بدنام کرنے والوں کا طرز عمل یہ نہیں ہے۔ وہ حملہ کرنے میں جائز حدود سے تجاوز کر رہے ہیں۔ چوہدری صاحب کے اپنے خیالات خواہ کچھ ہی ہوں۔ لیکن ہمیں امید ہے کہ یہ امر ان کے لئے موجب اطمینان ہوگا کہ ان کو بدنام کرنے والے اہل دانش اور خود مجموعی کی نظر میں خود اس قابل نہیں ہیں۔ کہ انہیں منہ بھی لگایا جائے۔ قوم ان لوگوں کے حق میں جو پورے خلوص اور انہماک کے ساتھ اس کی خدمت کر رہے ہیں۔ اتنی ناشکر گزار نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ معدودے چند شرپسند کی غوغہ آرائی سے گمراہ ہو جائے۔ اور پھر ان گنے چنے لوگوں کی غوغہ آرائی سے جو جہالت کے محدود و متعفن احوال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور کنویں کے مینڈک کی طرح ساری کائنات کو اسی تک ہی محدود سمجھتے ہیں۔

(روزنامہ "ڈان" کراچی مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۵۲ء)

روزنامہ —— الفضل —— لاہور
مئی ۱۹۵۲ء

احراری مسلمان نہیں

احراری احراری ہے وہ قطعاً مسلمان نہیں ۔ مسلمانوں کو جماعت احرار سے سخت نفرت ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

"جماعت احرار دراصل اشرار کی جماعت ہے۔ جس کے زہریلے پروپیگنڈا سے خود محفوظ رہنا اور مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کا مشورہ دینا ہر مسلمان کا فرض ہے"۔ (سیاست ۳ اپریل ۱۹۳۲ء)

"یہ لوگ پہلے پہل کشمیر ایجی ٹیشن میں آگے آئے جب یہ جھگڑا اختتام پذیر ہوا۔ اور اس میں مسلمانوں کو بہت بڑا جانی اور مالی نقصان ہو چکا تب احرار لیڈروں نے جماعت قادیان پر دھاوا بول دیا۔ اس طرح مزید چند سال کے لئے اپنے حلوے مانڈے کا پختہ انتظام کر لیا۔ جب یہ تبلیغی جوش کی لہر مدھم پڑ گئی۔ تو انہوں نے ایک پولیٹیکل کرتب حکومت الٰہیہ کے نام سے ایجاد کیا۔ تاکہ کسی نہ کسی طرح اپنے روز بروز زوال پذیر ٹکڑوں کو کم ہونے سے بچائیں۔ اس ٹکڑ گدا لوگوں کے گروہ نے اپنی ساری تاریخ میں مسلم قوم کو سخت نقصان پہونچایا اور نفع بہت ہی کم"۔

(انگریزی اخبار روزنامہ ڈان ۲ دسمبر ۱۹۴۵ء)

کراچی میں جو کچھ ہوا ہے وہ اسی شر الاشرار جماعت کی سازش کا نتیجہ ہے۔ احراری مسلمانوں کو یہ دھوکا دیتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں اور مسلمانوں کی طرف سے احمدیت کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ دراصل وہ ایک غدار جماعت ہے جس کی غرض پاکستان میں بدامنی پھیلا کر اسکو کمزور بنانے کے سوا اور کچھ نہیں۔ تاکہ وہ اپنے پرانے دوستوں کو جن کے ساتھ مل کر وہ پاکستان کی مخالفت کرتے رہے ہیں۔ اور قائد اعظم تک کو گالیاں دیتے رہے ہیں خوش کر کے اپنے روٹی ٹکڑے کا گزارا کرتے رہیں۔

کیا حکومت اس شورہ پشت جماعت کا کوئی علاج کرائیگی؟

مولوی صاحبان کا احساس کمتری

خدا تعالےٰ کے رحم و فضل سے جماعت احمدیہ نے تجدید و احیاء اسلام اور تبلیغ میں اپنی فعالیت کا جو ثبوت دیا ہے۔ اور اس سے جس طرح سمجھدار اور لکھے پڑھے مسلمان متاثر ہیں۔ ان بے چارے مولویوں کے لئے سخت مشکل کا سامنا ہو گیا ہے جو اپنی دنیا طلبی زندگی اور نکمے پن کی وجہ سے لوگوں کے دلوں سے اترتے جا رہے ہیں۔ جوں جوں احمدیت ترقی کرتی چلی جاتی ہے توں توں ان بے چاروں کا احساس کمتری بھی بڑھتا جاتا ہے۔

عقائد اور مسائل میں احمدیہ علم الکلام سے چونکہ یہ شکست پہ شکست کھاتے رہے ہیں۔ اس لئے ساتھ ہی یہ تشدد کی قوتوں کو بھی احمدیت کے خلاف ابھارنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جب آدمی لاجواب ہو جاتا ہے۔ تو اس کیلئے چارہ نہیں رہتا کہ بوکھلا جایا جائے اور بوکھلاہٹ کا مظاہرہ اکثر ہاتھا پائی پر اترنے سے ہوتا ہے۔ ہم نے طالب علمی کے زمانہ میں اکثر دیکھا ہے۔ کہ جب کسی لڑکے سے بحث مباحثہ میں کوئی بات نہ بنتی تھی۔ تو وہ اپنے حریف پر حملہ کر دیتا تھا۔ یہی حال ہمارے ان بیچارے علما کا ہے۔

"آپ دیکھئے اللہ تعالےٰ نے سچے نبی کا ایک عظیم الشان نشان اپنے کلام پاک میں یہ بتایا ہے۔ کہ اس کی مخالفت ضرور ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ لازماً ایسے لوگوں کو لگا دیا جاتا ہے جو ذہن حرکات کرتے ہیں۔ جن کا ذکر اللہ تعالےٰ کے اس کلام میں آیا ہے۔

وکذالک جعلنا لکل نبیٍّ عدوًّا
شیاطین الانس والجن
یوحی بعضھم الی بعض زخرف
القول غرورا ولو شاء ربک
ما فعلوہ فذرھم وما
یفترون ۔ ولتصغیٰ الیہ
افئدۃ الذین لا یومنون
بالآخرۃ ولیرضوہ و
لیقترفوا ماھم مقترفون
(انعام ۱۱۳-۱۱۴)

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے ساتھ انسان اور جن شیطانوں کو بنایا ہے۔ جو دھوکا دینے کے لئے بعض بعض کی طرف ملمع سازی کی بات ڈالتے ہیں۔ اور اگر تیرا رب چاہتا۔ تو وہ یہ کام نہ کرتے۔ پس انہیں چھوڑ دے۔ اور اس کو بھی جو کچھ وہ افترا کرتے ہیں۔ اور وہ اس لئے ایسا کرتے ہیں تاکہ جو لوگ اللہ تعالےٰ پر ایمان نہیں رکھتے۔ وہ ان کی طرف مائل ہو جائیں۔ اور تاکہ وہ اسے پسند کریں۔ اور تاکہ وہ کریں جو وہ کرتے ہیں

کراچی میں جو واقعہ ہوا ہے اور کراچی کے کمشنر اے ٹی نقوی نے جو بیان اس کے متعلق دیا ہے۔ اس کا ناظرین کرام کو علم ہے۔ جناب نقوی صاحب کے بیان کی تردید میں لال حسین اختر احراری مولوی احتشام الحق جن کو درس قرآن کریم سے ریڈیو نے رخصت کر دیا تھا۔ مفتی محمد شفیع اور مفتی محمد جعفر وغیرہ علمائے جید نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس ۲۰ مئی کو منعقد کی ہے۔

یہ مولوی صاحبان یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ احمدیوں کے جلسہ پر جو احراریوں نے یورش کی تھی اور فساد برپا کیا تھا۔ اس میں احراری حق بجانب تھے۔ ان علما کے دلائل پڑھ کر آدمی حیرت زدہ ہو جاتا ہے۔ اور اسلام کی مظلومیت کا تصور جاگزیں ہو جاتا ہے۔ اور خیال آتا ہے۔ کہ آسمان پر اللہ تعالےٰ اپنے فرشتوں سے ضرور پوچھ رہا ہوگا کہ

دینِ مرا بمکتب کہ برد

مولانا احتشام الحق اللہ اللہ کتنا عظیم الشان نام ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"(میں دریافت کرتا ہوں کیا) جس طرح چوہدری ظفر اللہ خان نے جلسہ عام میں اپنے عقیدے کی تبلیغ کی۔ کیا وزیر اعظم پاکستان اپنے ختم نبوت کے عقیدے کی تبلیغ جلسہ عام میں کریں گے"۔

(روزنامہ جنگ ۲۲ مئی ۱۹۵۲ء)

ہم حیران ہیں کہ اتنے بڑے مولانا یہ کیا سوال کر رہے ہیں۔ آخر وزیر اعظم پاکستان کیوں اپنے عقیدہ و مذہب کی تبلیغ جلسہ عام میں نہیں کر سکتے؟ مولانا چوہدری ظفر اللہ خان نے صرف "اسلام زندہ مذہب ہے" کے موضوع پر تقریر کی تھی۔ کیا آپ وزیر اعظم سے اس کی تردید کروانا چاہتے ہیں۔ آپ کی معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے بتاتے ہیں کہ وزیر اعظم پاکستان کا عقیدہ بھی یہی ہے۔ کہ "اسلام ایک زندہ مذہب ہے" کیا آپ کا بھی عقیدہ یہ نہیں ہے؟ آپ یہ عقیدہ رکھیں تو مومن چوہدری ظفر اللہ یہ عقیدہ رکھے تو آپ کے نزدیک وہ کافر ہے مرتد ہے۔ اور خدا جانے کیا کیا ہے۔ کیونکہ آپ کے پاس مشین ہے جس سے آپ جسکو چاہیں کافر بنا سکتے ہیں۔

کرتے ہیں شب و روز مسلمانوں کی تکفیر
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں

ہم نے چوہدری ظفر اللہ خان کی تقریر نہیں سنی۔ شائد انہوں نے کہا ہوگا کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے ایسے لوگ دیکھے ہیں۔ جو اب بھی اللہ تعالےٰ سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کا خدا زندہ ہے۔ اس لئے اسلام زندہ مذہب ہے۔ ہمارا قیاس ہے کہ چوہدری صاحب نے یہ بھی کہا ہوگا

اگر یہ اسلام کے زندہ ہونے کا ثبوت نہیں ہے تو مولانا اگر آپ کے نزدیک بھی اسلام زندہ مذہب ہے تو براہ کرم اس سے بہتر ثبوت دیجئے۔ مگر آپ کے پاس "قتل مرتد" کے مسئلہ کے سوا اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ اسی لئے تو آپ احمدیوں کے جلسے بند کرواتے ہیں۔ کیونکہ آپ کے عقائد کی قلعی کھلتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے "افلا تعقلون" کا اشارہ سمجھنے والے آپ کے مبلغ علم کا طول و عرض معلوم کر سکتے ہیں۔ چونکہ احمدیت کے دلائل کے مقابلہ میں آپ کے دلائل پھیکے پڑ جاتے ہیں اس لئے آپ تشدد سے ان کی تبلیغ بند کرانا چاہتے ہیں۔ اور کیا ہے ہاں اور کیا ہے؟

مامسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا

مولانا احمدی ساری دنیا میں یہی شمع جلانے کے لئے پھر رہے ہیں۔ اگر آپ احمدیوں کے مقابلہ میں یا آپ کے ساتھی مفتی محمد شفیع صاحب یا مفتی محمد جعفر صاحب یا لال حسین اختر صاحب اپنا اسلام ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ تو آئیے احمدیوں کے مقابلہ میں تبلیغ اسلام کر کے دکھائیے

ایں گوئے است و ایں چوگاں

مولوی لوگو خدا کے لئے چند روز تو پاکستان کو جی لینے دو۔ تم نے مسلمانوں کی اتنی بڑی بڑی کانفرنسیں تباہ کرائیں۔ اب یہ زمین جو تمہاری مخالفت کے علی الرغم مسلمانوں کو سانس لینے کے لئے مل گئی ہے۔ اس کو اپنی علمیت کا شکار نہ بناؤ قیمتی بازیگا

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۰ پر)

۲۶ مئی

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

رمضان المبارک میں اپنے محبوب آقا کی یاد تازہ رکھنے کیلئے ہم نے اس دفعہ ارادہ کیا تھا کہ عنوانِ بالا کے تحت ان فراہم شدہ روایات کا کچھ حصہ الفضل میں بھی بالاقساط شائع کر دیا جائے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق حضرت اقدس کے خاندان کے متعلق . . . . حضور کے اہل و عیال کے متعلق، صحابہ کرام کے متعلق مخالفین سلسلہ کے متعلق قادیان کی ابتدائی تاریخ کے متعلق حضرت مصلح الموعود ایدہ اللہ الودود نے اپنے زمانۂ خلافت میں وقتاً فوقتاً بیان فرمائیں جو کہ ہم نے گزشتہ اڑتیس ۳۸ برس کے حضور انور کے فرمودہ خطبات بابت جمعہ، عیدین، نکاح، درس القرآن، مختلف ڈائریوں، لیکچرز، تقریروں، کتابوں اور تفسیر کبیر وغیرہ وغیرہ سے اخذ کر کے ایک اچھی خاصی تعداد میں جمع کر رکھی ہیں۔ مگر چونکہ کل ۲۶ مئی ہے۔ اس لئے آج بجائے روایات محمود کی پہلی قسط شائع کرنے کے عنوانِ بالا کے تحت صرف وہ آراء اور مضامین شائع کئے جا رہے ہیں جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال مبارک کے موقعہ پر مختلف اسلامی فرقوں کے علماء فضلاء اور بلند پایہ ایڈیٹروں کی زبان و قلم سے برآمد ہوئے تھے۔ غیر مسلم علماء کی آراء پھر کبھی شائع کی جائیں گی امید ہے انہیں پوری دلچسپی کے ساتھ پڑھا جائے گا۔

سب سے پہلے ہم پنجاب کے مشہور صحافی مولوی سراج الدین صاحب ایڈیٹر زمیندار کرم آباد کی رائے جو کہ مولوی ظفر علی خانصاحب مالک اخبار زمیندار کے والد تھے درج کرتے ہیں اس کے بعد اور بھی نقل ہوں گی۔

مولوی سراج الدین صاحب ایڈیٹر اخبار "زمیندار"

"مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ۲۶ مئی کی صبح کو لاہور میں انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ضلع گورداسپور کے ایک معزز خاندان کے رکن تھے۔ ہمیں ان کے والد صاحب مرحوم مرزا غلام مرتضےٰ خانصاحب اور ان کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم سے بھی تعارف کی عزت حاصل تھی۔ مرزا غلام مرتضےٰ صاحب اعلیٰ پایہ کے طبیب بھی تھے رئیس بھی تھے اور صاحب رسوخ بھی تھے۔ چنانچہ غدر ۱۸۵۷ء میں آپ نے گورنمنٹ کو کسی قدر فوجی امداد بھی دی تھی۔ مرزا غلام قادر صاحب کو جب ہم نے دیکھا وہ سپرنٹنڈنٹ دفتر خارجی ضلع گورداسپور تھے۔ مرزا غلام احمد صاحب ۱۸۶۰ء یا ۱۸۶۱ء کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۲ و ۲۴ سال ہوگی۔ اور ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی (آپ) نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔ کاروبار ملازمت کے بعد ان کا تمام وقت مطالعہ دینیات میں صرف ہوتا تھا عوام سے کم ملتے تھے ۱۸۷۷ء میں ہمیں ایک شب قادیان میں آپ کے یہاں مہمانی کی عزت حاصل ہوئی ان دنوں میں بھی آپ عبادت اور وظائف میں اس قدر محو و مستغرق تھے کہ مہمانوں سے بھی بہت کم گفتگو کرتے تھے ۱۸۸۱ء میں آپ نے براہین احمدیہ کی تصنیف کا اعلان دیا اور ہم ان خریداروں میں سے تھے . . . . . ہم بارہا کہہ چکے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ آپ کے دعاوی خواہ دماغی استغراق کے کا نتیجہ ہوں مگر آپ بناوٹ اور افتراء سے بری تھے۔ مسیح موعود یا کرشن اوتار ہونے کے دعاوی جو آپ نے کئے ان کو ہم ایسا ہی خیال کرتے ہیں۔ جیسا کہ منصور کا دعویٰ انا الحق تھا۔ مولوی نور الدین صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب جیسے عالم و فاضل بزرگ اور خواجہ جمال الدین صاحب بی اے اور خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے جیسے نئی روشنی کے تعلیم یافتہ اصحاب ان کے مریدان باصفا کے حلقہ میں ہیں۔ گو ہمیں ذاتی طور پر مرزا صاحب کے دعاوی یا الہامات کے قائل اور معتقد ہونے کی عزت حاصل نہیں ہوئی مگر ہم ان کو ایک پکا مسلمان سمجھتے تھے۔"

علامہ اقبال کے استاد مولوی سید میر حسن صاحب سیالکوٹی

نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ جبکہ آخر الذکر سیالکوٹ ان کی ادا کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے:

"افسوس! ہم نے ان کی قدر نہ کی ان کے کمالات روحانی کو میں بیان نہیں کر سکتا۔ ان کی زندگی معمولی انسان کی زندگی نہ تھی بلکہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو خدا تعالیٰ کے خاص بندے ہوتے ہیں اور دنیا میں کبھی کبھی آتے ہیں۔"

(اخبار الحکم قادیان ۷ اپریل ۱۹۳۴ء)

مولوی سید ممتاز علی صاحب ایڈیٹر اخبار "تہذیب النسواں"

"مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دلوں کو تسخیر کر لیتی تھی وہ نہایت باخبر عالم بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے۔ ہم انہیں مذہباً مسیح موعود تو نہیں مانتے لیکن ان کی ہدایت اور راہنمائی مردہ روحوں کے لئے واقعی مسیحائی تھی۔"

اسی بزرگ صحافی کا ایک بلند پایہ مضمون اخبار "تہذیب النسواں" ۲۱ نومبر ۱۹۳۸ء میں بعنوان "مسیح مسلم" شائع ہوا تھا جس میں آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا تھا:-

"یہودیوں نے توریت پر طالمود . . . . وغیرہ کا اضافہ کیا تھا تو خدا تعالیٰ نے اس قوم کی درستی کے لئے مسیح کو بھیجا۔ شاید اسی سنت الٰہی کا خیال کر کے مرحوم و مغفور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس زمانہ کے مسلمانوں کی یہودیت توڑنے کے لئے مسیحیت اختیار کی۔"

ایڈیٹر صاحب اخبار البشیر اٹاوہ

"اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت اقدس اس زمانہ کے نامور مشاہیر میں سے تھے اس ترقی علوم و فنون کے زمانہ میں درحقیقت یہ امر کچھ کم حیرت انگیز نہیں ہے کہ ان کے کئی لاکھ راسخ الاعتقاد مرید ایسے تھے جو ان کے ہر ایک حکم کو ہر ایک پیشگوئی کو وحی خیال کرتے تھے۔ اور بلا چون و چرا اس کو تسلیم کرتے تھے۔ ان مریدوں میں عوام الناس اور جہلاء، پڑھے لکھے، غریب و امیر، عالم و فاضل اور نئے تعلیم یافتہ۔ غرضیکہ ہر درجہ اور ہر حیثیت کے مسلمان موجود ہیں۔ جو درجہ کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کو اپنے مریدوں میں حاصل تھا۔ اور جو اثر کہ حضرت اقدس کا اپنے مریدوں کی جماعت پر ہے . . . . اس میں کچھ کلام نہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں نہ سید احمد کسی مولوی اور نہ عالم و فاضل کو اپنے مریدوں معتقدوں پر تھا اور نہ کسی صوفی اور ولی اللہ کا اپنے مریدوں پر تھا اور نہ کسی

لیڈر اور نہ کسی ریفارمر کا اپنے مقلدین پر چونکہ وہ مسلمانوں کی ایک جماعت کثیر کے پیشوا اور امام برحق تھے۔ لہٰذا تہذیب مجبور کرتی ہے کہ ہم ان کی عزت کریں اور ان کے انتقال پر افسوس ظاہر کریں۔"

مولانا عبد اللہ العمادی ایڈیٹر اخبار "وکیل" امرتسر

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے۔ جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا جو شورِ قیامت ہو کر خفتگانِ ہستی کو بیدار کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا۔ یہ تلخ موت یہ زہر کا پیالہ موت جس نے مرنے والے کی ہستی تہِ خاک پنہاں کر دی۔ ہزاروں لاکھوں زبانوں پر تلخ کامیاں بن کر رہے گی اور قضاء کے حملہ نے ایک جیتی جان کے ساتھ جن آرزوؤں اور تمناؤں کا قتل عام کیا ہے صدائے ماتم مدتوں تک اس کی یادگار تازہ رکھے گی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق نہ حاصل کیا جائے اور مٹانے کیلئے امتداد زمانہ کے حوالے کر کے صبر کر لیا جائے ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے یہ نازشِ فرزندانِ تاریخ بہت کم منظرِ عالم پر آتے ہیں۔ اور جب آتے ہیں تو دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کی اس رحلت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ان تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا کہ ان کا ایک بہت بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔ ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلا کھلا اعتراف کیا جائے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست و پامال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے . . . . . مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے

(باقی صفحہ ۸ پر)

اسلام کی بنیاد دلیل اور برہان پر ہے جبر و اکراہ اور تشدّد پر نہیں

دین کی اجارہ داری کے یہ مدّعی اپنے طریق کار سے دشمنانِ اسلام کی تائید کر رہے ہیں

جلسہ میں کسی احمدی نے قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیا

ہنگامۂ کراچی کے متعلق مکرم ابوالعطاء صاحب جالندھری اور مکرم جلال الدین صاحب شمس کا بیان

کل دنیا کے احمدی صحافیوں کی انجمن کے نائب صدر خصوصی مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری و لنڈن مسجد کے سابق امام مولانا جلال الدین صاحب شمس نے شیزان ہوٹل میں ایک پریس کانفرنس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

محترم صحافی بھائیو! آپ آزادئ فکر اور حریت ضمیر کے علمبردار ہیں۔ اور آپ کا اولین فرض ہے۔ کہ عوام کی فکری طبیعت کریں۔ اور پیش آمدہ امور میں ان کی صحیح راہنمائی کریں۔ اسی نقطۂ نگاہ سے چند معروضات آپ کے سامنے پیش ہیں۔

اسلام کی بنیاد دلیل اور برہان پر ہے۔ جبر و اکراہ اور تشدد پر نہیں۔ قرآن مجید نے واضح ترین الفاظ میں اعلان فرمایا ہے۔ کہ دین کے بارہ میں جبر کرنے کی اجازت نہیں۔ از روئے دلیل حق و باطل میں کھلا کھلا امتیاز ہو چکا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے سرورِ کونین ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا۔ کہ اگر تیرا رب ایمان اور عقیدہ کے بارہ میں لوگوں پر جبر کرتا۔ تو سب مومن ہو جاتے۔ اندریں حالات کیا تو لوگوں پر جبر کر سکتا ہے۔ تا وہ مومن ہو جائیں؟ (یونس ۹۹) یعنی ایسا ہرگز روا نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت رسول پاکؐ کو حکم دیا۔ کہ تو اعلان کر دے۔ کہ لوگو یہ تعلیم تمہارے رب کی طرف سے سچی اور اٹل ہے۔ تم میں سے جو چاہے۔ اپنی مرضی سے مومن بن جائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے۔

(۲) حضرات! اسلام کی اس فطرتی اور ساری قوموں اور سارے مذاہب کے لئے قابل رشک تعلیم کی روشنی میں جب ہم ۱۷/۱۸ مئی کو جماعت احمدیہ کراچی کے سالانہ جلسہ پر شور و غوغا کرنے والے سامعین پر اینٹ و پتھر برسا کر جلسہ کو منتشر کرنے کی ناکام کوشش کرنے والے عوام کے فعل پر غور کرتے ہیں۔ تو ہمارا سر ندامت سے جھک جاتا ہے۔ ان لوگوں نے احمدیوں کی جائیدادوں کو جلانے اور ان کے اموال کو تلف کرنے میں بھی حصہ لیا۔ متعدد احمدیوں پر حملے کئے۔ ہمارے نزدیک یہ مشتعل عوام زیادہ ذمہ دار نہیں۔ بلکہ اصل ذمہ دار وہ لوگ ہیں۔ جو ان بے علم عوام کے دماغوں کو مسموم کرتے ہیں۔ اور اپنے ناجائز مقاصد کے لئے انہیں آلۂ کار بنانے کے لئے اشتعال دلاتے ہیں۔ ہمیں ان خلاف اسلام حرکات کی مذمت کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان کی مذمت اس شہر بلکہ پاکستان بھر کا ہر شریف شہری اور معزز اخبار نویس کر رہا ہے۔ ہمیں تو نہایت رنج اور درد سے اس پراپیگنڈا کی پرزور تردید کرنا ہے۔ جو اس غیر قانونی اور غیر اسلامی ہنگامہ کو آڑ بنا کر اسلام اور پاکستان کے خلاف بھارت ریڈیو اور ہندوستانی پریس نے شروع کر دیا ہے۔ ہم علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ عوام کے ایک جاہل اور ناعاقبت اندیش طبقہ کا یہ فعل اسلام پاکستان اور اس آزاد مملکت کے شرفاء کی طرف ہرگز منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ اس ہلڑبازی سے جتنا ہم پر ظلم ہوا ہے۔ اس سے کہیں زیادہ ظلم ہمارے پاک مذہب اسلام پر ہوا ہے۔ اس سے کہیں زیادہ ظلم ہمارے محبوب ملک پاکستان اور اس کے انصاف پسند شرفاء پر ہوا ہے۔ افسوس ہے کہ اس ظلم کا موجب عوام کی غیر ذمہ دارانہ حرکات کے علاوہ چند ایسے علماء کا رویہ بھی ہے۔ جو اپنی لیڈری قائم رکھنے کے لئے ان افسوسناک حرکات کی حمایت میں بیان دے رہے ہیں۔ اسلام زبانِ حال سے کہہ رہا ہے۔ ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

(۳) درحقیقت اسلام کی اجارہ داری کے یہ مدعی اپنے طریق کار سے دشمنانِ اسلام کی تائید کر رہے ہیں۔ اور اسلام کے بلند اصولوں۔ پاکستان کی حقیقی جمہوریت اور اس ملک کے امن عامہ سے دشمنی کر رہے ہیں۔ عوام میں قانون کو ہاتھ میں لینے کے جس طریق کی تلقین کی جا رہی ہے۔ وہ ملک کے امن کو برباد کرنے والی ہے۔ اس روح کو کچلنے کے لئے حکومت پریس اور اہل علم و عقل پبلک میں کامل تعاون اور پوری یگانگت ضروری ہے۔ جس کی ضرورت کا ہمیں اس مرحلہ پر شدید احساس ہے۔

(۴) جماعت احمدیہ کے افراد کی تعداد ابھی بعض فرقوں سے کم ہے۔ مگر وہ ایک عالمگیر جماعت ہے۔ اس کے تبلیغی مشن دنیا بھر میں قائم ہیں۔ اس کا پریس تمام ممالک میں پھیلا ہوا ہے۔ پھر وہ ایک تبلیغی اسلامی جماعت ہے۔ اور اسلام کے عالمگیر اصولوں کی علمبردار ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے اسے ان اصولوں کے پھیلانے اور منوانے میں کامیابی ہو رہی ہے۔ غالباً یہی صورتِ حال بعض ایسے ”علمائے دین“ کو بے چین کر رہی ہے۔ جو بیرونی ممالک خصوصاً غیر مسلم ممالک میں اسلام کی تبلیغ سے سراسر غافل ہیں۔ اور اپنے گھر میں ہی کبھی شیعہ صاحبان کے خلاف کبھی اہل حدیثوں کے خلاف اور کبھی جماعت احمدیہ کے خلاف محاذ قائم کرنے کا نام ”تبلیغ اسلام“ رکھ رہے ہیں۔ اور اس طرح اس سرزمین میں فساد پیدا کر رہے ہیں۔

(۵) جماعت احمدیہ کے مقابلہ پر ان علماء کے دلائل و براہین کی قوت کا عجز تو اسی سے ظاہر تھا۔ کہ وہ عوام کو ہلڑبازی پر اکسا کر ہمارے جلسے خراب کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ان کا رہا سہا بھرم اس طرح کھل گیا۔ کہ اس میں ناکام ہو کر ان حضرات نے حکومت سے مطالبہ کر دیا ہے۔ کہ وہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دے اور ان سے آزادئ تقریر کا جمہوری حق چھین لے۔ حکومت اپنے فرض کو خوب جانتی ہے۔ اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ اس دروازہ کو کھول کر پھر کبھی بند نہیں کیا جا سکتا۔ اکثریت کے یہ دعویدار آج احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانا چاہتے ہیں۔ تو کل شیعوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جانے کا مطالبہ کریں گے۔ اور پرسوں اہلحدیثوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے ہلڑبازی کریں گے آخر ان علماء نے جب اپنے اپنے طور پر دوسرے فرقوں کو پہلے سے ہی اسلام سے خارج قرار دے رکھا ہے تو حکومت سے کیوں مطالبہ نہ کریں گے۔ بہر حال حکومت اس بارے میں اپنے فرض کو ادا کرے گی۔ مگر یہ تو ظاہر ہے۔ کہ ان مولوی صاحبان کا حکومت سے یہ مطالبہ کرنا خود ان کی علمی مفلسی اور دلائل سے تہی دستی پر شاہد ناطق ہے۔

(۶) حضرات! اسلام نے اپنی کامل تعلیم میں مجلسوں میں شرکت کے بھی آداب بیان فرمائے ہیں۔ قرآن مجید ان لوگوں کو بشارت دیتا ہے۔ جو بات پر کان دھرتے ہیں۔ اور کلمۂ حق کو سنتے ہیں۔ اور اچھے طریق سے اسکی پیروی کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو قرآن مجید عقلمند قرار دیتا ہے۔ پھر ایک اور جگہ قرآن مجید نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے۔ جو شور مچا کر قرآن پاک کے سننے سے لوگوں کو روکتے ہیں۔ اختلاف کی صورت میں اسلامی تعلیم یہ ہے۔ کہ انسان ایسی مجلس سے اٹھ آئے۔ لیکن کسی کے جلسہ میں شور مچانا۔ دوسروں کو اپنے خیالات کے بیان کرنے سے روکنا اسلامی تعلیم نہیں ہے۔ جن لوگوں نے ایسی حرکات کی ہیں۔ یا ان حرکات پر اکسایا ہے۔ وہ ان حرکات کے لئے خود ذمہ دار ہیں۔ اسلام اس قسم کی حرکات سے بری الذمہ اور بیزار ہے۔ اس لئے غیر مسلم پریس کا ان حرکات کے لئے اسلام کو ذمہ دار قرار دینا سراسر بے انصافی ہے۔ ایسا ہی ان حرکات کے نتیجہ میں مملکت پاکستان کو بھی بدنام کرنا انتہائی ظلم ہے۔ حکومت اسلام کے اصولوں پر قائم ہے۔ قائد اعظم مرحوم اور قائد ملت مرحوم نے اسلام کے آزادئ ضمیر اور آزادئ تقریر کے حق کی ہمیشہ حفاظت کی ہے۔ اور اب بھی چیف کمشنر صاحب کراچی کے حالیہ بیان میں حکومت کی اس پالیسی کا اعادہ کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ملک کے تمام سنجیدہ اخبارات بلکہ علماء کے ایک بڑے طبقہ نے بھی ان حرکات کی مذمت کی ہے۔ جو عوام سے سرزد ہوئی ہیں۔ اندریں حالات یہ وضاحت ضروری تھی۔ کہ بھارتی پریس اور دنیا کے دوسرے اخبارات اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔ کہ ایک حصہ عوام کی یہ قابل مذمت حرکات اسلامی تعلیمات۔ ملکی پالیسی اور آزاد شہریوں کی ذہنیت کی آئینہ دار ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ مملکت اسلام کے اعلیٰ اور زریں اصولوں پر کاربند رہے گی۔ اور ہمیشہ اسلام کے جھنڈے کو بلند کرتی رہے گی۔ اللّٰھم اٰمین۔

(۷) بالآخر ایک فقرہ اس الزام کی تردید میں بھی ضروری ہے۔ جو بعض اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ جلسہ میں شور کرنے والوں پر احمدیوں نے حملہ کر دیا تھا۔ یہ الزام سراسر خلاف واقعہ ہے۔ جلسہ میں حاضر ہونے والے تمام لوگ اس کے گواہ ہیں۔ نیز یہ طریق جماعت احمدیہ کی مسلمہ پالیسی کے خلاف ہے۔ ہم قانون کو ہاتھ میں لینے کے سخت خلاف ہیں۔ ہم مذہبی طور پر حکومت کے ساتھ تعاون کے پابند ہیں۔ اور اس سے سرِمو انحراف نہیں کر سکتے۔ ہاں ہم حکومت سے توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ قانون شکنی کا ارتکاب کرنے والوں کو خود قانون کا احترام کرنے پر مجبور کرے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ کوئی اسلامی تبلیغی جماعت جو دوسروں کو دعوت دیتی ہے۔ وہ نہ مخاطبین کے جذبات کو ٹھیس پہنچا سکتی ہے۔ اور نہ ہی قانون کو اپنے ہاتھ میں لے سکتی ہے۔ ہمارے سامنے اس بارے میں قرآن پاک کا سنہری اصول ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن رہتا ہے۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(نامہ نگار الفضل)

مشرقی افریقہ میں کاروبار کے مواقع

نیروبی۔ کینیا کالونی افریقہ میں غیر شادی شدہ نوجوانوں کے لئے جو کوئی فن بھی جانتے ہوں ترقی کے کافی امکانات ہیں۔ اگر کچھ دوست جانا چاہیں۔ تو اپنے نام معہ کوائف اپنے پریذیڈنٹ یا امیر کی تصدیق و سفارش سے نظارت امور عامہ میں بھجوا دیں۔

(ناظر امور عامہ ربوہ)

لیگوس میں سیرۃ النبیؐ کی عظیم الشان تقریب

مغربی افریقہ کے جرائد کے شاندار تبصرے

تعلقات عامہ کے اعلیٰ افسر اور برطانی قونصل کی تقریریں

(مرسلہ وکالت التبشیر ربوہ)

لیگوس میں جماعت احمدیہ نے یوم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم جس عظیم الشان اہتمام سے منایا۔ مغربی افریقہ کے اخبارات نے اس کا ذکر نہایت مستحسن پیرایہ میں کیا ہے۔ ہم ذیل میں "ویسٹ افریقہ پائلٹ" نامی روزنامہ کا ۳۰ اپریل کا ایک اقتباس ہدیۂ قارئین الفضل کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

لیگوس ۳۰ اپریل۔ اگلے دن لیگوس میں جماعت احمدیہ نے یوم سیرۃ النبیؐ کی مبارک تقریب پر ایک جلسہ عام منعقد کیا۔ جس کی صدارت لیگوس کے محکمہ تعلقات عامہ کے اعلیٰ افسر مسٹر ہیرلڈ کوپر نے کی جلسہ کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جس کے بعد فضل عمر احمدیہ سکول کے طالب علموں نے عربی کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ اس عربی نظم کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات طیبہ یوروبا زبان میں پڑھ کر سنائے گئے۔ جن سے سامعین بے حد محظوظ و مستفید ہوئے

ان ارشادات طیبہ کے بعد فضل عمر احمدیہ سکول کے ہیڈ ماسٹر مسٹر آئی۔ اے۔ بی بیلو نے "آنحضرت صلعم اور تعلیم" کے موضوع پر ایک مبسوط تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے بوضاحت بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح ہر وقت عوام کی ذہنی جسمانی اور قلبی تعلیم و تربیت میں کوشاں رہتے تھے۔ اور تعلیم کی عام ترویج کے کس شدت سے حامی تھے۔ آپ کے بعد مسز ایچ۔ ایم ایگباجی۔ ایم۔ بی۔ ای۔ جے۔ پی نے "آنحضرت صلعم بحیثیت شوہر" کے موضوع پر تقریر فرمائی محترمہ نے اپنی تقریر دلپذیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی کے مختلف شعبوں کو بالتصریح بیان فرمایا۔ اور بتایا کہ حضور نے عورتوں کو قعر غلامی سے نکال کر کس طرح بلند مقام پر پہنچایا۔ حالانکہ آپ کی بعثت سے قبل عورتوں کی حیثیت غلاموں سے بھی بدتر متصور ہوتی تھی۔ آپ نے کئی ایک ایسے واقعات بیان کئے۔ جن میں بتایا گیا تھا۔ کہ وہ مبارک وجود کس طرح گھر کے کاموں میں اپنی بیویوں کی مدد فرمایا کرتا تھا

- - - - - - - - - - - - - -

مسٹر آر۔ اے گسیٹری علالت طبع کے باعث اس تقریب میں شامل نہ ہو سکے۔ چنانچہ ان کی بجائے آر۔ بی۔ جون نے آنحضرتؐ کی سیرت طیبہ کے بعض پہلوؤں پر تقریر فرمائی۔ جس کے شروع میں آپ نے اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی شاندار تبلیغی مساعی کا بھی نہایت احسن پیرایہ میں ذکر کیا۔

آپ کے بعد جماعت احمدیہ کے مبشر مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی نے "نبی کریمؐ بحیثیت سیاستدان" کے موضوع پر تقریر شروع کی جس میں آپ نے حضور کی سیرۃ طیبہ کے بیشتر پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے بعد ان اعتراضات کا جواب دیا جو بعض قوموں کے اکابر کی طرف سے حضور کی زندگی کے اس پہلو پر کئے جاتے ہیں۔ آپ نے انہیں غلط ثابت کرتے ہوئے بتایا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مرحلے پر کس خوش اسلوبی سے حالات کا مقابلہ فرمایا۔ اور ان سب مشکلوں سے کس طرح کامرانی کے ساتھ عہدہ برآ ہوئے۔ مولانا نسیم سیفی نے ان فتوحات کا ذکر کرتے وقت صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کا ذکر نہایت وضاحت سے کیا۔ مولانا کی تقریر کے بعد مسز ایگباجی نے یوروبا زبان میں جلسہ کی تمام تقریروں کا ملخص بیان کیا۔

صدارتی تقریر فرماتے ہوئے مسٹر کوپر نے مذہب کی انفرادی اور اجتماعی برکات کا ذکر بھی کیا۔ اور کہا۔ کہ مذہب کے نام منسوب نام نہاد ناکامی جس کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے یہ در اصل مذہب کی ناکامی نہیں۔ بلکہ ان لوگوں کی ناکامی ہے جو اپنے اعمال سے اس کا صحیح نمونہ پیش نہیں کر سکے۔ برطانی قونصل مسٹر ایم ہیوز سٹرا۔ سی۔ کول۔ اور ڈاکٹر اے۔ ایچ ایس۔ تیولو نے بھی تقریریں کیں جن میں صدر محترم کی تائید ہی میں افکار کا اظہار کیا۔

یاد رفتگان

(قاضی علی محمد صاحب خطیب جامعہ مسجد احمدیہ سیالکوٹ شہر)

میری اہلیہ مرحومہ امتہ الحفیظ قریباً ایک سال بیمار رہ کر بعمر ۳۹ سال ۲۲-۴-۵۲ کو مجھے اور اپنے خورد سال بچوں کو داغ مفارقت دیکر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں انا للہ وانا الیہ راجعون پھر اس صدمہ میں جس قدر دلسوزی اور محبت سے مقامی احباب (مردوں اور عورتوں) نے حصہ لیا۔ میری زبان اور قلم اس کے بیان کرنے سے قاصر ہے۔ اور پھر بیرونجات سے بھی احباب کے تسکین آمیز خطوط ملے جیسے اس غم کو بہت حد تک ہلکا کر دیا غیر اسکے ان سب احباب کی شکرگزاری سے بسر پڑ ہے۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ کثیراً۔ کثیراً۔ کثیراً

مرحومہ کی عمر ۱۵ سال کی تھی جب وہ میرے عقد نکاح میں آئیں۔ ان کے آباؤ اجداد زمیندار پیشہ تھے۔ اور گاؤں کے رہنے والے۔ لہذا مرحومہ کی زندگی بالکل دیہاتی طرز کی تھی۔ نہ شہری سوسائٹی کا علم۔ نہ شہری طرز پر خانہ داری سے واقفیت۔ اور اس پر طرہ یہ کہ غیر احمدی۔ میری اُن کی طبیعت اور طرز زندگی میں زمین آسمان کا فرق مگر یہ فرق محض الٰہی جلد ہی مساوات کا رنگ اختیار کر گیا۔ اور یہ احمدیت کی برکت تھی۔ مرحومہ کے رخصتانے کے سال ڈیڑھ سال بعد میں سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گیا میں نہیں جانتا۔ کہ دفعتاً یہ کیا ہو گیا حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب کشتی نوح کے چند چھپے پراسنے ورق ایک صاحب سے ملے جلدی جلدی ان میں کیا جادو بھرا تھا۔ اور کلام میں کیسی کشش تھی کہ اس نے کشاں کشاں حضرت مسیح موعودؑ کے دروازے پر لا ڈالا۔ ان چند اوراق کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ کے باطنی حسن و جمال کا نقشہ میرے دل میں سما گیا۔ لہذا میں نے آپکی ذات کو تمام دنیوی رشتوں پر مقدم کر لیا۔ یہ میری زندگی کا ایک عجیب دور تھا میرے تمام رشتہ دار قریبی جو دل سے میری عزت کرتے تھے۔ قبول احمدیت سے یک دفعہ مجھ سے بیزار ہو گئے۔ اور برادری میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا کیونکہ برادری میں ابھی تک کوئی احمدی نہیں ہوا تھا۔ سب عزیز و اقارب کی طرف سے مجھے "راندۂ درگاہ" بنانے کے منصوبے ہونے لگے۔ کسی نے میرے سسرال کو مشورہ دیا کہ اپنی لڑکی گھر لے لو۔ اور سمجھو اس کے حوالہ کر دو گے تو بے ہوش ہو جائے گی۔ اس وقت مرحومہ کی گود میں چند ماہ کا بچہ تھا۔ کسی نے کہا اس سے طلاق لے لو۔ کوئی بولا اب طلاق کی ضرورت ہی کیا ہے ایک مومنہ عورت ایک کافر کے نکاح میں کس طرح رہ سکتی ہے۔ غرض ہر ایک عزیز نے اپنی اپنی عقل کے مطابق مشورہ دیا۔ ادھر میری مرحومہ بیوی اور ان کی والدہ مرحومہ (جو رشتہ میں میری خالہ ہوتی تھیں) حیران۔ کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے۔ ایک ایک عزیز سے پوچھتیں یہ قصہ کیا ہے۔ آخر کیا ہوا۔ ہر طرف سے جواب ملتا کہ "مرزائی ہو گیا ہے" لیکن ان بیچاریوں کی جانے بلا کہ "مرزائی" کیا ہوتا ہے غرض وہ میرے متعلق عجیب کشمکش کی حالت میں تھیں۔ میں [illegible] کو جو الوالعلیم تھا اور میری اہلیہ مرحومہ [illegible]

گاؤں میں اپنے والدین کے پاس۔ اُدھر میری یہ حالت تھی۔ کہ احمدیت کی دھن میں سرشار۔ گویا ایک لعل بے بہا مل گیا۔ پچھلی مرحوم زندگی پر متاسف۔ آئندہ زندگی کے لئے خدمت دین کی اُمنگ۔ اور ہر رشتہ دار کی یہ حالت دیکھ کر خدا تعالیٰ سے عہد ہو رہے تھے۔ کہ "خداوندا! میں نے کسی شرط سے تیرے مامور کو قبول نہیں کیا۔ تجھ پر نوعمر بیوی بھی قربان اور ہر چیز قربان" غرض میری عجیب حالت تھی۔ وہ ایک پرسکون زندگی کا دور تھا۔ جس پر اب مجھے خود رشک آتا ہے۔ آخر میرے مولائے کریم نے جو مقلب القلوب ہے۔ میرے سسرال کے دل کو پھیرا۔ انہوں نے تمام رشتہ داروں سے در پردہ مجھے ایک خط لکھا کہ "تمہیں روٹی وغیرہ کی تکلیف ہو گی۔ لہذا اپنی بیوی کو آ کر لے جاؤ"۔ جو نہی مجھے خط پہنچا میں خود اپنے سسرال جانے کے لئے تیار ہو گیا مجھے یقین ہو گیا کہ خویش و اقارب پر حجت تمام کرنے کا موقعہ مہیا فرمایا ہے۔ چنانچہ میں سسرال پہنچ گیا۔ میں تین دن وہاں رہا اور ان تین دنوں میں وہ گرما گرم بحثیں ہوئیں۔ کہ سارا معاملہ صاف ہو گیا۔ میری دشمنی پھر محبت سے بدل گئی۔ اور مخالف اپنا سا منہ لیکر رہ گئے۔ اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا۔ اور اہلیہ مرحومہ میرے ساتھ گوجرانوالہ آ گئیں۔ بوقت روانگی کسی عزیزہ نے کان میں کہہ دیا۔ کہ دیکھ بیٹی یہ تو "مرزائی" ہو گیا ہے۔ مگر تم اپنے باپ دادا کے مذہب پر قائم رہنا۔ یہ بیچاری خاموش! کہ نہ مرزائیت کا پتہ اور نہ باپ دادے کے مذہب کا علم۔ غرض میرے پاس رہنے لگیں۔ ادھر احمدیت کی تعلیم کچھ میری خاموش اداؤں درست کر رہی تھیں۔ تو دوسری طرف گھر میں اندر ہی اندر مخفی طور پر خاموش تبلیغ ہو رہی تھی جوں جوں میرا حسن سلوک زیادہ ہو رہا تھا۔ مرحومہ احمدیت کے قریب تر ہو رہی تھیں۔ میں نے اب تک زبان سے تبلیغ کا ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا حتیٰ کہ اس طرح ایک سال گزر گیا۔ اور جلسہ سالانہ سر پر آ گیا۔ میں ایک روز جلسہ کی تیاری میں مصروف تھا کہ سفر کی تیاری ہے؟ میں نے کہا صبح قادیان جلسہ پر جا رہا ہوں۔ کہنے لگیں۔ مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ میں نے کہا میں تو احمدی ہوں۔ اور تمہیں تو خویش و اقارب کی طرف سے اپنے باپ دادا کے مذہب پر قائم رہنے کی تاکید کی گئی ہے۔ کہا کہ آپ کی حالت کی تبدیلی دیکھ کر اب نہ مجھے کسی دلیل کی ضرورت ہے۔ اور نہ کسی عزیز سے مشورہ کی آپکا حسن سلوک میرے لئے احمدیت کی صداقت کی کافی دلیل ہے مجھے ضرور ساتھ لے چلو۔ غرض مرحومہ بصد اخلاص میرے ساتھ چل پڑیں۔ اور اُسی سال بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہو گئیں۔ فالحمد للہ۔ اور کسی رشتہ دار کی پرواہ تک نہ کی۔ مشرکانہ اور بدعت آمیز رسومات جن میں بالعموم عورتیں مبتلا ہوتی ہیں۔ سخت بیزار تھیں۔ مرحومہ کی ابتدائی اور آخری زندگی میں بین فرق تھا۔ زندگی کے آخری دنوں میں ایک باوقار۔ بامروت۔ بااخلاق اور قابل منتظمہ خاتون تھیں۔ اور یہ سارا تغیر محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور احمدیت کی برکت سے تھا۔ ہم دینی معاملات اور خدمت دین کے لئے مجھے آگے بڑھنے کی کوشش کرتیں اور کہتیں اس ثواب میں میرا بھی حصہ ہوگا بیماری کا یہ حال تھا کہ پہلے قرضہ ادا کرنے کے بعد جب میں نے حج کی رقم پیش کی۔ تو کہا آپ حج کے ارادہ کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ اس رقم کے ساتھ کچھ اور جمع کر لیں۔ اور حج کر آئیں میری صحت کا بڑا خیال رکھتیں۔ جب تک گوجرانوالہ میں رہیں صحت اچھی رہی۔ سیالکوٹ میں آ کر صحت کچھ گرنی شروع ہوئی جو روز بروز گرتی چلی گئی۔ اس عرصہ میں دو جوان سال بچوں کی موت ان کے لئے انتہائی صدمہ کا موجب ہوئی بالآخر ۲۲-۴-۵۲ کو اس دار فانی سے رخصت ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بالآخر احباب مرحومہ کی مغفرت اور [illegible] کے لئے اور [illegible] صحت و سلامتی کے لئے دعا فرمائے رہیں۔

لیڈر بقیہ صفحہ ۳

سے تم نے کتنے بڑے بڑے علمار حق کی جانیں لیں کتنوں کی کھالیں اتروائیں۔ کتنوں کو سنگسار کروایا کیا ابھی تمہارا جی نہیں بھرا؟

مولویو! اب دنیا تم کو اچھی طرح سے جان گئی ہے خوب پہچان گئی ہے۔ اب وہ تمہارے فریب میں نہیں آسکتی۔ وہ زمانہ گیا۔ جب تم خوشامدوں سے خود مختار حکام کو بہکا لیتے تھے۔ ان کی خواہشات کشت و خون کو بہانے کے لئے قرآن کریم کی معصوم آیات کو منسوخ فرما دیا کرتے تھے۔ جب تم اپنے آقاؤں کے دشمنوں پر ارتداد کا الزام لگا کر محضر نامے لکھا کرتے تھے۔ وہ زمانہ لدگیا۔ اب جمہوریت کا زمانہ ہے۔ اب حکام پر تمہارا سحر سامری نہیں چل سکتا اب وہ تمہارے فتوؤں کے خریدار نہیں اب وہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے دین میں محض دخل در معقولات ہو۔ اب وہ اچھی طرح سمجھتے ہیں ؏

دین مُلّا فی سبیل اللہ فساد

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

(بقیہ صفحہ ۴)

ظہور ہوا یا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس مشور عصیتنا میں وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے کہ وہ وقت ہرگز لوح قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا۔ جبکہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان جو حافظ حقیقی کی طرف سے عالم اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہو کہ اس کی حفاظت پہ مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں سسک رہے تھے اور اور اسلام کیلئے کچھ نہ کرتے تھے یا کر نہ سکتے تھے۔

ایک طرف حملوں کے امتداد کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام کی شمع عرفان حقیقی کو سر راہ منزل مزاحمت جسمیہ کو مٹا دینا چاہتی تھی اور مغل و دولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ آور کی پشت گری کے لئے ٹوٹی پڑتی تھیں۔ اور دوسری طرف ضعف مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پہ تیر بھی نہ تھے اور حملہ اور مدافعت دونوں کا قطعی وجود ہی نہ تھا (مرزا صاحب کی) اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دئے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود مسیحیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا ...... انھوں نے مدافعت کا پہلو بدل کر مغلوب کو غالب بنا کے دکھا دیا ہے۔ اگر ہم آج اپنے نئے اور پرانے اختلافات سے قطع نظر کر کے محض اسلام کی خدمت غایت المقصود قرار دے لیں۔ تو یقیناً اس جوشیلے اور اسلام کی خداداد طاقت سے چشم پوشی کرنے والے لاٹ پادری کی زندگی میں ہی جس نے ایک مسیحی مشن کی پچاس سالہ جوبلی کے موقعہ پہ تقریر کرتے ہوئے دوسری جوبلی کے لئے دہلی کی مسجد عظمیٰ کے کیتھڈرل بنائے جانے کا ادعا ناروا ظاہر کیا تھا۔ وہ وقت آ جائے کہ اسلام کی روحانی فتوحات سینٹ پال کے گرجے کو مریم و مسیح کی پرستش کی بجائے ایک خدا کی عبادتگاہ بنا دیں اور ناقوس کلیسا کے بدلہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ کا زمزمہ قدسی فضا میں گونجنے لگے ...... غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔

"اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے ...... ان کی آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریروں سے اس دعوے پہ نہایت صاف روشنی پڑتی ہے کہ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں ...... اپنے مذہب کے علاوہ مذاہب غیر پر ان کی نظر نہایت وسیع تھی۔ اور وہ اپنی معلومات کا نہایت سلیقہ سے استعمال کر سکتے تھے۔ تبلیغ و تلقین کا یہ ملکہ ان میں پیدا ہو گیا تھا کہ مخاطب کسی قابلیت یا کسی مشرب و ملت کا ہو ان کے برجستہ جواب سے ایک دفعہ ضرور گہرے فکر میں پڑ جاتا تھا۔ ہندوستان آج مذاہب کا عجائب خانہ ہے اور جس کثرت سے چھوٹے بڑے مذاہب یہاں موجود ہیں اور باہمی کشمکش سے اپنی موجودگی کا اعلان کرتے رہتے ہیں۔ اس کی نظیر غالباً دنیا میں کسی جگہ سے نہیں مل سکتی۔ مرزا صاحب کا دعوےٰ تھا کہ میں ان سب کے لئے حکم عدل ہوں۔ اس میں کلام نہیں کہ ان مختلف مذاہب کے مقابل پر اسلام کو نمایاں کر دینے کی ان میں مخصوص قابلیت تھی ...... آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو جو اپنی اعلےٰ خواہشیں محض اس طرح مذہب کے مطالعہ میں صرف کر دے۔"

اس کے بعد اسی اخبار کی ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء کی اشاعت میں ایڈیٹر وکیل نے یہ بھی لکھا تھا کہ "اگرچہ مرزا صاحب نے علوم مروجہ اور دینیات کی باقاعدہ تعلیم نہیں پائی تھی۔ مگر ان کی زندگی اور زندگی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک خاص فطرت لے کر پیدا ہوئے تھے جو ہر کس و ناکس کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے اپنے مطالعہ اور فطرت سلیمہ کی مدد سے مذہبی لٹریچر پر کافی عبور حاصل کیا اور ۱۸۷۷ء کے قریب جب کہ ان کی عمر ۳۵ اور ۳۶ سال کی عمر تھی ہم ان کو غیر معمولی مذہبی جوش میں سرشار پاتے ہیں وہ ایک سچے اور پاکباز مسلمان کی طرح زندگی بسر کرتا ہے اس کا دل دنیوی کششوں سے غیر متاثر ہے۔ وہ خلوت میں انجمن اور انجمن میں خلوت الغاتے کی کوششوں میں مصروف ہے ہم اسے بے چین پاتے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی کھوئی ہوئی چیز کی تلاش میں ہے۔ جس کا پتہ فانی دنیا میں نہیں ملتا۔ اسلام اپنے گہرے رنگ کے ساتھ اس پر چھایا ہوا ہے۔ کبھی وہ آریوں سے مباحثہ کرتا ہے کبھی حمایت اور تائید اسلام میں وہ مبسوط کتابیں لکھتا ہے ۱۸۸۶ء بمقام ہوشیار پور جو مباحثات انہوں نے کئے۔ ان کا لطف اب تک دلوں سے محو نہیں ہوا ...... غیر مذاہب کی تردید میں اور اسلام کی حمایت میں جو نادر کتابیں انہوں نے تصنیف کی تھیں۔ ان کے مطالعہ سے جو وجد پیدا ہوا وہ اب تک نہیں اترتا ہے۔ ان کی کتاب براہین احمدیہ نے غیر مسلمانوں کو مرعوب کر دیا اور اسلامیوں کے دل بڑھا دیئے اور مذہب کی پیاری تصویر کو ان آلائشوں اور گرد و غبار سے صاف کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ جو جاہلوں کی توہم پرستیوں اور فطری کمزوریوں نے چڑھا دیئے تھے۔ غرضیکہ اس تصنیف نے کم از کم ہندوستان کی حد تک دنیا میں ایک گونج پیدا کر دی جس کی صدائے بازگشت ہمارے کانوں میں اب تک آ رہی ہے ......

کیرکٹر کے لحاظ سے مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا چھوٹا سا دھبہ بھی نظر نہیں آتا۔ وہ ایک پاکباز جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی۔ غرضیکہ مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی کے پچاس سالوں نے بلحاظ اخلاق و عادات اور پسندیدہ اطوار اور کیا بلحاظ خدمات و حمایت دین مسلمانان ہند میں ان کو ممتاز برگزیدہ اور قابل رشک مرتبہ تک پہنچایا"

طالب دعا

خاکسار مرتب ملک فضل حسین احمدی مہاجر

ہنگامۂ کراچی سے متأثر ہو کر

حسن و احساں سے بیگانہ - وفا کے دشمن — علم و عرفاں سے بے بہرہ - خدا کے دشمن
حق سے بیزار - ریاکار - حیا کے دشمن — روئے ہستی پہ جو ہیں صدق و صفا کے دشمن

کعبۂ دیں کے نگہباں وہ بنے پھرتے ہیں

مشعلِ نور ہدائت کو بجھانا چاہیں — عظمتِ دین محمدؐ جو مٹانا چاہیں
حق کی تبلیغ کی راہوں کو جو مسدود کریں — جو خدا والوں کو بے وجہ ستانا چاہیں

کعبۂ دیں کے نگہباں وہ بنے پھرتے ہیں

نور ایماں سے تہی قلب و جگر ہیں جن کے — جن کے دل آتشِ کینہ سے ہوئے جل کے کباب
جن کا شیوہ ہے کہ ہو جاتے ہیں دشنام طراز — جب صداقت کے مقابل پہ نہ بن آئے جواب

کعبۂ دیں کے نگہباں وہ بنے پھرتے ہیں

جن کا کردار ہے کفار کے کردار کا عکس — جن کا ہر فعل ہے آئینِ محمدؐ کے خلاف
جن کی گفتار کا انداز ہے رسوائے جہان — جن کی تحریر ہے تلقینِ محمدؐ کے خلاف

کعبۂ دیں کے نگہباں وہ بنے پھرتے ہیں

احمد الدین انور

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴